سوال

(193) مونچھیں کترنا سنت ہے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مونچھوں کے بارے میں سنت کیا ہے؟ مونڈنا' نوچنا یا کترنا۔ ہمیں فتویٰ دیں۔ اللہ تمہیں اجر دے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جان لو کہ احادیث میں مونچھوں کے بارے: (احفاء' جز' قص' الاخذ' نھک' حلق) کے الفاظ آے ہیں۔

جیسے کہ بخاری (2 875) میں ابن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«انھکوا الشوارب واعفوا اللحیٰ»

''ختم کرو مونچھوں کو اور معاف کرو داڑھیوں کو۔''

اور اسی طرح ابن عمر سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

«خالفوا المشرکین اوفروا اللحیٰ زواحفوا الشوارب»

''مشرکوں کی مخالفت کرو' داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں اچھی طرح مونڈو۔''

اور اسی طرح ابوہریرہ کی روایت لائے ہیں: فطری خصائل پانچ ہیں یا پانچ فطری خصائل میں سے ہیں: ختنہ، استرا استعمال کرنا، بغل کے بال اکھیڑنا، ناخن کترنا اور مونچھیں کترنا۔

ابن عمر سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فطرت سے ہے زیرناف بال مونڈنا، ناخن کترنا اور مونچھیں کترنا''

مسلم (1 29) میں لائے ہیں: ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مونچھیں کاٹو، داڑھیاں لٹکاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو''

مغیر بن شعبہ سے روایت ہے ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کا مہمان بنا آپ نے پہلو کو بھوننے کا حکم دیا پھر چھری پکڑکر اس سے کاٹنے شروع ہوئے پھر بلال نماز کی اطلاع دینے آئے چھری پٹک دی اور کہا اسے کیا ہوا اس کے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ انکی مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ پھر مجھے کہا کہ مسواک رکھکر تری مونچھیں کترتا ہوں یا فرمایا: مسواک رکھکر کتر لے۔(ترمذی 2 5)ابوداؤد(1 38)رقم(187)طحاوی(2 397)المشکاۃ(2 367)

اوراحمد، نسائی اور ترمذی زید ابن ارقم سے لائے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا»

''جس نے مونچھیں نہ لیں وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

''حلق'' کا لفظ صریحا حدیث میں نہیں آیا ہے لیکن بعض اہل علم نے لفظ ''الاحفاء'' سے حلق مراد لیا ہے۔

پھر اہل علم نے ان حدیثوں کی وجہ سے اختلاف کیا ہے کہ مونڈنا افضل ہے یا کترنا؟

تو اکثر علماء کہتے ہیں کہ احفاء افضل ہے اور احفاء کا معنی یہ ہے کہ ساری مونچھیں ختم کردے یہاں تک ہونٹ مونڈے ہوئے معلوم ہوں۔انکے دلائل یہ ہیں:

اول: احفاء کا لفظ صحیحین میں آیا ہے اور قص کا لفظ بھی احفاء پر حمل ہے۔

دوم: اکثر صحابہ احفاء کرتے تھے جیسے طحاوی نے(2 308)میں روایت کیا ہے، اسماعیل بن خالد سے کہ میں نے انس بن مالک اور واثلہ بن الاسقع کو دیکھا وہ مونچھیں صاف کرتے تھے اور داڑھیاں معاف کرتے تھے اور پیلا رنگ دیتے تھے۔

اسماعیل کہتے ہیں کہ: اور مجھے حدیث سنائی عثمان بن عبید اللہ بن رافع المدنی نے وہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا عبداللہ بن عمر ، ابوسعید خدری، ابواسید الساعدی، رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ، ابوہریرہ، انس بن مالک کو اور سلمۃ بن الاکوع کو وہ اسی طرح کرتے تھے۔

اور ایک روایت میں ہے: میں ابوسعید الخدری، ابواسید، رافع بن خدیج، سہل بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر، جابر بن عبداللہ اور ابوہریرہ(رضی اللہ عنھم)کو دیکھا وہ مونچھیں صاف کرتے تھے۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ مونچھیں صاف کرتے تھے یہاں تک کہ جلد کی سفیدی دیکھی جاتی۔

عقبہ بن مسلم سے روایت ہے میں نے کسی کو ابن عمر سے زیادہ مونچھیں صاف کرنے والا نہیں دیکھا۔ وہ اسے صاف کرے تھے یہاں تک کہ جلد نظر آتی۔

تو یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کی سنت کو لوگوں میں زیادہ جاننے والے ہیں نہ مونچھیں صاف کرتے تھے تو ثابت ہوتا ہے کہ مونچھوں میں سنت یہی ہے۔

امام مالک اور محققین کا مذہب ہے کہ کترنا افضل ہے وہ ان دلائل سے استدلال کرتے ہیں، :

اول: کترنے کے دلائل صحیح اور بکثرت ہیں اور یہ(کترنا)احفاء نہیں ہے)

دوم: وہ حدیث جسے ابوداؤد، ترمذی اور طحاوی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے جس کا ذکر ابھی گزرا صریح دلیل ہے مونچھوں کو مسواک پر قینچی سے کترنے کی اور مسواک کے نیچے رکھنے کی۔ اور بزار عائشہ رضی اللہ عنھا کی حدیث لائے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا اسکی مونچھیں بڑھ چکی تھی تو فرمایا: میرے پاس قینچی اور مسواک لاؤ تو مسواک اسکے

کنارے پر رکھا اور جو (بال) اس سے آگے بڑھ رہے تھے اسے کتر دیا۔ جیسے کہ تحفۃ الاحوذی (4 11) میں ہے۔

تیسری: وہ حدیث جسے طبرانی نے الکبیر (1 4) میں نقل کیا ہے عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے کہ عمر جب عصہ ہوتے تو اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے تھے اور پھونک مارتے تھے۔ اور اسکی سند صحیح ہے۔

چوتھی: شرجیل بن مسلم الخولانی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے پانچ صحابہ رضی اللہ عنھم کو دیکھا وہ مونچھیں کترتے تھے۔

اور ایک روایت میں: (یقمون) لفظ آتا ہے اور داڑھیاں معاف کرتے اور زرد رنگ دیتے تھے۔

1۔ ابوامامہ باہلی۔ 2۔ عبداللہ بن بسر 3- عتبہ بن عبدالسلمی 4۔ الحجاج بن عامر اشمالی 6- المقدام بن معدیکرب الکندی۔ وہ مونچھوں کو ہونٹ کے کنارے پر کترتے تھے۔ (بیہقی: 1 151) مراجعہ کریں آداب الزفاف ص (137) اور یہ (احفاء) اور النھک) تاویل ہونٹ کے کنارے پر کاٹنے سے کرتے ہیں جڑسے کاٹنے پر نہیں۔

جیسے کہ امام نووی نے المجوع (1 287) میں کہا ہے اور شرح مسلم (1 129) میں کہا ہے ''(مونچھیں) کترنے کی حد میں افضل یہ ہے کہ جو ہونٹ کے کنارے پر ظاہر ہوں، جڑسے کاٹنا نہیں اور جن روایتوں میں (احفوالشوارب)۔ آیا ہے اسکا معنی کترو جو ہونٹ کے کنارے سے بڑھ جائیں۔

پانچویں: ایک حجام نے نبی ﷺ کی مونچھیں کتری تھیں۔

(ابن سعد 1 433-449) کما فی تعلیق صحیح الجامع (2 1113) رقم (6533)

اور امام مالک (جڑوں) سے کترنے والوں کی تادیب فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مثلہ ہے۔

اور امام مالک مونچھوں کو صاف کرنے کو بدعت کہتے تھے لیکن امام بیہقی کہتے ہیں کہ ''گویا (امام مالک) نے الحفاء جس کا حدیث میں حکم ہے کو کترنے پر حمل کیا ہے، مونڈھنے پر نہیں۔ اور انکا انکار حلق پر واقع ہے، احفاء پر نہیں، اور ان سے روایت کرنے میں غلطی کی جس نے ان سے مطلقاً احفاء کا رد نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

میں کہتا ہوں، امام بیہقی اشارہ کرتے ہیں کہ دونوں امر جائز ہیں اور یہی حق ہے جس کا ذکر ہم عنقریب کریں گے لیکن امام مالک کے قول کی انہوں نے جو تاویل کی ہے وہ انکی روایت کا ساتھ نہیں دیتی کہ وہ اسے مثلہ کہتے ہیں تو احفاء اور مثلہ ہونے میں دونوں ایک ہیں۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ کترنا اور صاف کرنا دونوں جائز ہیں جبکہ کترنے کو صاف کرنے پر ترجیح حاصل ہے دو وجوہ سے:

پہلی وجہ: اولاً اسکے بارے میں دلائل بکثرت ہیں،

ثانیاً: مونچھوں کو شارب (پینے والا) اس لئے کہتے ہیں کہ یہ پینے والے کے ساتھ پینے میں شریک ہوتے ہیں اور ہونٹوں سے تجاوز کرنے والے بال کترلئے جائیں تو وہ پینے والی چیز میں نہیں لگتے۔

دوسری وجہ: کترنے میں زینت بھی باقی رہتی ہے اور اتباع سنت ہے۔۔ اور یہ صاف کرنے میں نہیں اور اسکے ساتھ ہم صاف کرنے کو بھی جائز کہتے ہیں۔

اسی لئے تحفۃ الاحوذی (4 10) میں کہا ہے: طبری احفاء اور قص میں اختیار کی طرف گئے ہیں اور کہتے ہیں: سنت سے دونوں امور پر دلالت ہوتی ہے قص بعض مونچھوں کو لینے پر دلالت کرتا ہے اور احفاء ساری مونچھوں کو لینے پر دلالت کرتا ہے اور دونوں ثابت ہیں تو جو چاہے اختیار کرسکتا ہے۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں: احادیث مرفوعہ سے اکٹھے دونوں امور کے ثابت ہونے میں طبری کا قول راجح ہے۔ پھر اشارہ کیا ہے قص کے اختیار کرنے کو احفاء پر۔

مونچھوں کے معاف کرنے کے بارے میں الشہب کے جواب میں امام مالک نے فرمایا: جب ان سے مونچھیں مونڈنے والے کے بارے میں پوچھا گیا: ''میرے خیال میں اسے سخت سزا دینی چاہیے اور مونچھیں صاف کرنے والے کے بارے میں کہا: ''یہ بدعت لوگوں میں ظاہر ہوگئی ہے''۔ جیسے کہ فتح الباری (1 285۔186) میں ہے۔

فتاویٰ صالح العثیمین میں ہے: افضل مونچھوں کا کترنا ہے جیسے کہ سنت میں آیا ہے احفاء اس طرح کہ ہونٹوں کے قریب بال کتر دئے جائیں تاکہ ہونٹ ظاہر ہوجائے یا احفاء اس طرح کہ ساری مونچھیں کتر دے تاکہ صاف ہوجائیں۔

مونڈنا مونچھوں کا سنت نہین، بعض کا اسے قیاس کرنا حج و عمرے میں سر کو مونڈنے پر تو یہ نص کے مقابلے میں قیاس ہے اس کا اعتبار نہیں کیا جائیگا۔

اسی لئے امام مالک نے مونڈنے کے بارے میں فرمایا: یہ بدعت ہے جو لوگوں میں ظاہر ہوگئی ہے، سنت سے جو ثابت ہو اس سے نکلنا مناسب نہیں۔ سنت کی تابعداری میں ہدایت، صلاح، سعادت اور فلاح ہے الخ۔

میں کہتا ہوں: یہ قیاس امام طحاوی نے معانی الآثار (2 208) میں ذکر ہے۔

اگر آپ کہیں: کہ صحیح حدیث میں آیا ہے محمد بن عبداللہ بن یزید روایت کرتے ہیں سفیان بن عیینہ سے وہ زہری سے وہ سعید بن المسیب سے وہ ابوہریرہ سے مرفوعاً: فطری مسائل پانچ ہیں اور اسمیں مونچھوں کا حلق ہے۔''

تو اسے آپ کیسے بدعت کہتے ہیں؟۔

تو ہم کہتے ہیں کہ ہم سنن النسائی الصغریٰ اور الکبریٰ دونوں میں کتاب الطہارۃ اور کتاب الفطرۃ والزینۃ میں خوب تلاش کیا ہمیں ان دونوں میں ''حلق'' کا لفظ نہیں ملا۔ یہ لفظ حافظ ابن حجر نے فتح الباری (1 285) میں ذکر کیا ہے اور اسے نسائی کی طرف منسوب کیا ہے پھر اس مے شاذ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

شاید اسکی وجہ نسائی کے نسخوں کا اختلاف ہو، اسکے بعض نسخوں میں ''قص الشارب'' اور بعض میں ''تقصیر الشارب'' ہے اور شاید کسی میں ''حلق الشارب'' ہو لیکن ہمارے مطبوعہ نسخوں میں نہیں پایا جاتا۔

اور الشیخ نے ارواء الغلیل (1 112 رقم: 73) میں اس طرف اشارہ کیا ہے: اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ مونڈنا بدعت ہے جو لوگوں میں ظاہر ہوگئی ہے'' دیکھیں زاد المعاد (1 62) نیل الاوطار (1 141) الموطا (712)

اور داڑھی منڈانے کی حرمت کے دلائل ص (72)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ الدین الخالص

ج1ص422